ولیًا فقد آذنتہ بالحربِ"[صحیح البخاری کتاب الرقاق باب ۳۸ ح:۶۱۳۷] "جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔"

ان جیسے نصوص شرعیہ کی روشنی میں امام شافعیؒ کا قول ہے:"الغیبةُ إذا کانتْ فی أهلِ العلمِ وحَمَلَةِ القرآنِ الکریمِ فهیَ کبیرةٌ، وإلا فصغیرةٌ" [مغنی المحتاج ٤/٤٤٧] "غیبت اگر عالم دین، حامل قرآن کی ہو تو گناہ کبیرہ ہے، ان کے علاوہ کسی اور کی ہو تو (نسبتاً) صغیرہ گناہ ہے۔"

یہاں یہ نکتہ ذہن میں رکھیے کہ شریعت نے مرغے کو گالی دینے سے منع کیا، اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ حضرت زید بن خالدؓ راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لا تسبُّوا الدیکَ فإنه یُوقظُ لِلصلاةِ"[سنن أبی داؤد ح۵۱۰۳ وصححه الألبانی ، مشکاة ح:۴۱۳۶] "مرغے کو گالی مت دو کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔" مسند احمد کی روایت میں ہے:"......فإنهُ یدعو إلی الصلاةِ" "بیشک وہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔" ایک اور روایت میں ہے:"إنه یؤذنُ بالصلاةِ"[مسند أحمد ۲۱۶۷۹]"یقیناً وہ نماز کے لیے اذان دیتا ہے۔" بلکہ مرغے کی اذان سن کر"اللهم إنی أسئلک من فضلک "جیسی دعا کرنی چاہیے۔[أبوداؤد ۵۱۰۲، ترمذی ۳۴۵۹ وقال حسن صحیح، وصححه الألبانی]

جب شریعت ایک پرندے کو گالی دینے سے صرف اس لیے منع کرتی ہے کہ وہ اسلامی شعائر میں سے ایک کو ادا کرنے کی طرف بلاتا ہے۔ تو اندازہ کریں کہ ایسے شخص کو گالی دینا کتنی بڑی گھناؤنی حرکت ہوگی، جس کا رات دن لوگوں کو ہر بھلائی کی طرف دعوت دینے، ہر برائی سے روکنے، جنت کی راہ دکھانے اور جہنم کی راہ سے روکنے میں صرف ہوا!!

❁❁❁❁

انمول موتی

- ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو۔
- حرص سے روزی میں اضافہ نہیں ہوتا، مگر آدمی کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے۔
- اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا بدلہ نہ چاہے، دنیا کو آخرت کے لیے چھوڑیں۔

انتخاب: ابوحبیب

حفاظت کلامِ الٰہی (۳)

حجیت حدیث شریف قرآن مجید کی روشنی میں

ابو محمد عبدالوہاب خان

{11} رسول اللہ ﷺ کی پیروی نہ کرنے والوں کا انجام

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○﴾ [الفرقان ۲۷-۳۱]

''اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے کہے گا: ہائے کاش! میں نے رسول ﷺ کا راستہ اپنایا ہوتا! ہائے افسوس، کاش! میں نے ''فلاں'' کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے تو نصیحت پاس آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا، اور شیطان تو انسان کو دھوکہ دینے والا ہے۔ اور رسول ﷺ خود شکایت کرتے ہوئے عرض کرے گا: ''اے میرے رب! بیشک میری قوم نے تو اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا تھا۔'' اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے بعض مجرموں کو دشمن بنایا ہے، اور آپ کا رب ہی ہدایت کی توفیق عطا فرمانے والا اور مدد فرمانے والا کافی ہے۔''

چکنی چپڑی باتوں اور شبہات کے ذریعے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرنے والے قرآنی الفاظ میں ﴿شَيٰطِيْنُ الْاِنْسِ﴾ ہیں، جو قابو میں آنے والوں کو ضلالت میں غرق کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گمراہی کی پلید دلدل میں غرق شدہ بیچارے فریب خوردہ لوگ انہی ''انسانی شیطانوں'' کو ''امام، مجتہد، فقیہ، پیر اور مذہبی سکالر'' کا نام دے کر ان کی ''اندھی تقلید'' کو ہی اصل ''دینِ اسلام'' سمجھتے ہیں۔ پھر یہ بدنصیب اپنی گمراہی پر اتنا ناز و نخرہ کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے علماء کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے نصیحت کی طرف کان ہی نہیں دھرتے۔ اس طرح وہ در حقیقت قرآن مجید سے رہنمائی لینے سے کتراتے ہیں۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایسے گمراہوں کا ''انجام'' واضح فرمایا ہے۔ روزِ قیامت جب ان کو اپنی عاقبت کی تباہی صاف نظر آئے گی، تو شدتِ افسوس سے بے اختیار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر اظہارِ ندامت کریں گے۔ کتابِ الٰہی اور سنت نبوی کے خلاف چلانے والے اپنے تقلید کردہ نام نہاد ائمہ، فقہاء مجتہدین،

پیروں، فقیروں اور سکالرز سے بیزاری اور عداوت کا اعلان کردیں گے۔ لیکن انہیں اس طرح تقلید کی سزا سے چھٹکارا ملے گا، نہ انہیں دنیاوی زندگی دوبارہ عطا کی جائے گی۔ ان گمراہوں کو شافع محشر ﷺ کی شفاعت نصیب ہونا تو درکنار؛ آپ ﷺ ربِ تعالیٰ کی بارگاہ میں منہج قرآنی کے خلاف چلنے والوں کی شکایت فرماتے ہوئے ان سے بیزاری کا اعلان فرمائیں گے۔ العیاذ باللہ

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ○ وَقَالُوا رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ○ رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ○﴾ [الأحزاب ٦٦-٦٨] ''جس دن ان کے چہروں کو آتش دوزخ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا، تو وہ فریاد کریں گے: ''اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی! اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بیشک ہم نے اپنے سرداروں اور بزرگوں کی تقلید کر لی تو انہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر دے!''

آج تمام باطل پرستوں کے پیر وفقیر اور امام وسکالر اپنے مریدوں اور مقلدوں کی کثرت دیکھ کر پھولے نہیں سماتے ہیں۔ اللہ عالم الغیب والشہادہ ان آیات کریمہ میں ان کا اور ان کے مقلدین کا انجام دکھلا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ان کے چہروں کو جہنم کی آگ میں بھونتے ہوئے الٹ پلٹ کیا جائے گا، تو انہیں اپنی گمراہی کے سارے اسباب یاد آئیں گے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مبعوث پیغمبر ﷺ کی راہ سے ہٹ کر ضلالت میں پڑ جانے پر انتہائی پشیمانی، ندامت اور حسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے تقلید کردہ اماموں، بزرگوں، پیروں، فقیروں اور سکالرز کے خلاف بددعا کریں گے۔

مکلف مخلوقات کے لیے اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کی پسند وناپسند جاننے کا واحد ذریعہ ''اللہ تعالیٰ کا پیغام'' ہے، جو ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر انسانوں کو پہنچاتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام (رسالت) یعنی اس کی شریعت ہر زمانے کا نبی لوگوں کو زبانی تبلیغ کے ذریعے واضح الفاظ میں پہنچاتا رہا ہے، اور اپنے عمل کے ذریعے اس کی تفصیلی کیفیت اور طریق کار سے امت کو آگاہ کرتا رہا ہے۔

اکثر وبیشتر امتوں تک اللہ پاک کا پیغام صرف ''حدیثِ نبوی'' کی شکل میں پہنچتا رہا۔ اور اسی پر ایمان

لانے اور عمل کرنے میں کوتاہی پر عذابِ الٰہی سے تباہ کیا گیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر تورات فرعون اور اس کی قوم کو غرق کرنے کے بعد کوہ طور پر نازل ہوئی۔ صاف ظاہر ہے کہ فرعون اور قبطیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ''احادیث'' پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں ہلاک کیا گیا۔ جبکہ بعض امتوں کو ''کتاب اللہ'' بھی عطا فرمائی گئی۔ یعنی کلام الٰہی وحی جلی کے ذریعے بھی پہنچایا گیا۔ ان کتبِ الٰہیہ میں سے توراۃ، انجیل، زبور اور صحف ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ''قرآن مجید'' میں آیا ہے۔

{12} ''حفاظتِ ذکرِالٰہی'' قرآن اور حدیث دونوں پر مشتمل ہے

اس امت پر اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں میں سے ''حفاظتِ ذکرِالٰہی'' کی ضمانتِ الٰہی عظیم ترین، عالمگیر اور سب سے پائیدار نعمت ہے۔ رب تعالیٰ نے ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝﴾ فرما کر جبریل علیہ السلام کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ کلامِ الٰہی کو حرف بحرف محفوظ کر دیا۔ اور رسالت مآب ﷺ سے لے کر امتِ اسلامیہ تک ''سلسلہ سند'' کے ذریعے اس کلام مجید کی عملی تفسیر اور احکام شریعت کی تفصیلات بھی لفظاً یا معنیً قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیں۔

متصل سند کا یہ اعزاز کسی اور دین سماوی کو حاصل نہیں۔ اس عظیم ترین نعمت کے ذریعے امت اسلامیہ کو ارکانِ اسلام، ارکانِ ایمان جیسے بنیادی عقائد کی تفصیلات حاصل ہوئیں۔ عبادات، معاملات اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کی کیفیت اور شرائط و ارکان کا علم ہوا۔ قرآن مجید کے فہم اور احکام شریعت کی تفصیلات میں ائمہ دین کے مابین جہاں جہاں اختلاف ہوا، ان میں ہر ایک کے دلائل کا موازنہ کرتے ہوئے اطاعتِ نبوی کے پاکیزہ جذبے کے ساتھ غیر جانبدارانہ ترجیح دینے کا زرین موقع بھی حاصل ہے؛ نیز قیامت تک پیش آنے والے جدید مسائل کے حل کے لیے استدلال و اجتہاد کی شرعی بنیاد بھی فراہم کی گئی ہے۔

یہی وہ ''**کامل و محفوظ دین**'' ہے، جس کو ربِّ کائنات نے ﴿اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ۝﴾ [المائدۃ ۳] فرما کر کامل و مکمل منہج حیات اور پوری پوری نعمت الٰہی ہونے کی گارنٹی عطا فرمائی ہے۔ اور ﴿وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ‌ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝﴾ [المائدۃ ۳] ارشاد فرما کر روزِ قیامت تک کے لیے سکونِ قلب، اصلاحِ عاقبت اور نجات و کامرانی کا ''واحد راستہ'' قرار دیا ہے۔